قلق
عینا فیصل
www.novelsclubb.com
ناولز کلب
محبت پالینے سے کھو دینے تک کا سفر

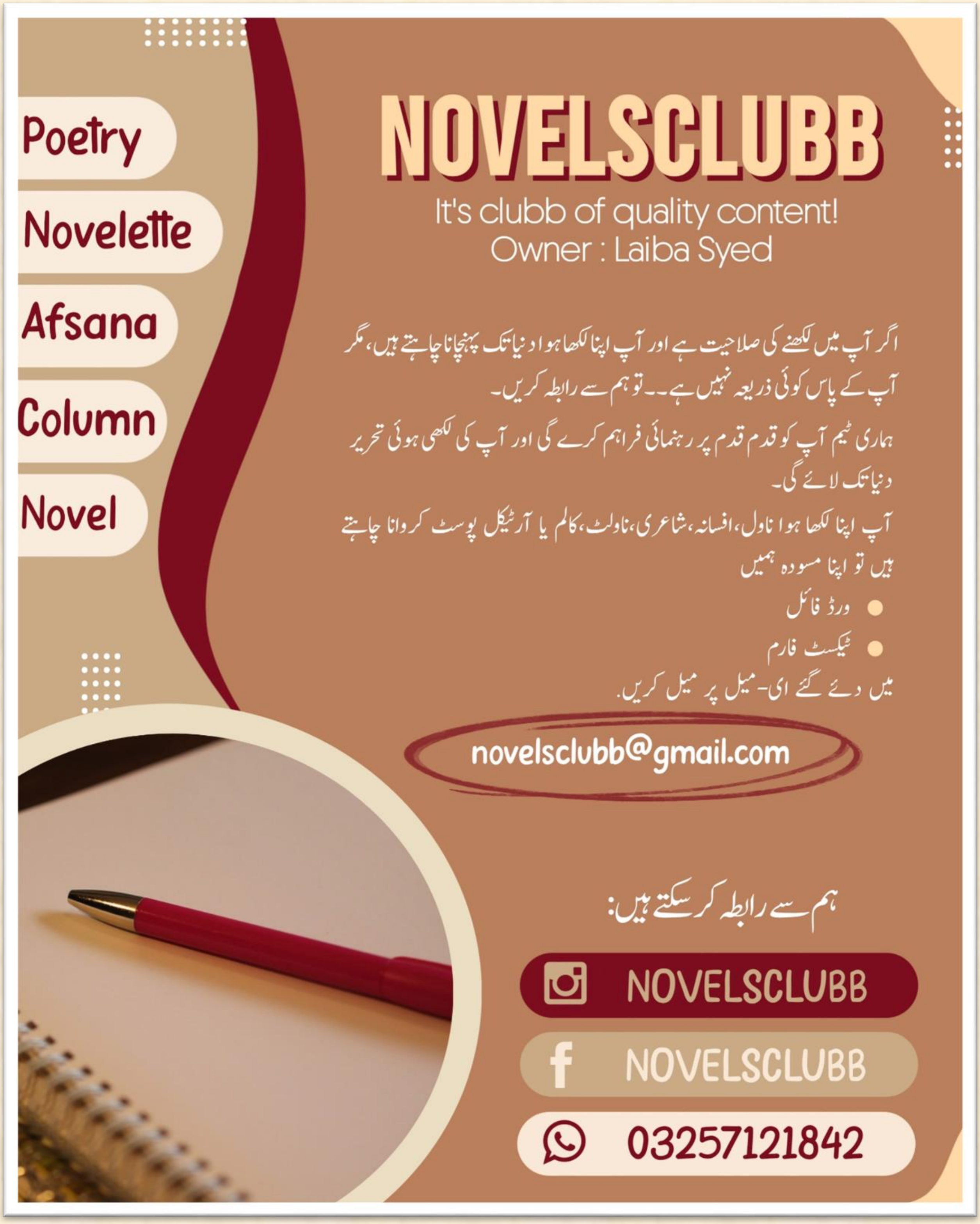
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر
آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر
دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے
ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

قلق

از قلم

عینا فیصل

Clubb of Quality Content

ناول " قلق " کے تمام جملہ حق لکھاری "عینا فیصل " کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب "کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

قَلَق

عینا فیصل

اہم گزارش برائے تمام قارئین

السلام علیکم !

میں، عینا فیصل، اپنے تمام عزیز قارئین کا دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں جو میرے ناولز کو پڑھتے اور سراہتے ہیں۔ آپ کی محبت اور پذیرائی میرے لیے بے حد قیمتی ہے۔

ایک اہم گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ براہِ کرم میرے ناولز کی کسی بھی قسم کی ایڈیٹ میں میوزک یا گانے شامل نہ کریں۔ میوزک اسلام میں حرام ہے، اور اس سے جتنا بچا جائے، اتنا بہتر ہے۔ یہ ایک ایسا دلدل ہے جس میں انسان دھنستا ہی چلا جاتا ہے، اور میں نہیں چاہتی کہ میرے کسی قاری کو اس کی وجہ سے کسی بھی گناہ میں مبتلا ہونا پڑے——

خصوصاً گناہِ جاریہ میں، جس کا وبال قیامت تک جاری رہتا ہے۔اور روزِ قیامت میرا ایسے گناہ سے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔

اگر آپ میرے کام کو پسند کرتے ہیں اور اسے آگے بڑھانا چاہتے ہیں تو بغیر میوزک کے ایڈیٹ یا کوئی پوسٹ بنا سکتے ہیں۔مجھے بے حد خوشی ہوگی کہ آپ میرے کام کو سراہیں، مگر میں نہیں چاہتی کہ یہ تعریف کسی ناپسندیدہ عمل کے ساتھ جُڑ جائے۔

آپ سب کی محبتوں اور تعاون کی شکر گزار

عینا فیصل

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط نمبر ۳:

قصرِ قاسم

داؤد اور امر کی سواری ایک حسین مگر مصروف سفر طے کر کے اپنی منزل کو پہنچ چکی تھی۔ قصرِ قاسم؛ ایک خوبصورت محل نما حویلی؛ جس کی شان و شوکت دیکھنے والے کو رشک کرنے پر مجبور کر دیتی تھی. مگر ویسے ہی اِس میں بسنے والوں کے دل بھی تھے؛ خوبصورت اور وسیع۔ جیسے ہی امر نے گاڑی کا ہارن دیا تو شفیق بابا نے فوراً گیٹ کھول دیا۔ شفیق بابا قاسم صاحب کے ہاں خاندانی ملازم تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اُن کا بچوں کے ساتھ بہت لگاؤ تھا۔ گاڑی پارک کر کے شفیق بابا نے امر اور داؤد کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔ گاڑی کی آواز سن کر ہی مریم باہر آ گئی تھیں۔

"پھپھو!" اچھلتی کودتی امر جوش سے اُن کی طرف بڑھ گئی۔ اُس کی خوشی دیکھ کر گاڑی سے سامان نکالتا داؤد سر نفی میں ہلاتے ہوئے کھلے دل سے مسکرا دیا۔

"میری امر شہزادی!" مریم صاحبہ نے محبت سے اُس کی پیشانی کا بوسہ لیا۔امر بچپن میں خود شہزادی بتایا کرتی تھی جس کی وجہ سے کبھی کبھی مریم اور علی صاحب اُسے امر شہزادی ہی پکارا کرتے تھے۔

"سب کہاں ہیں؟ "

"ابھی ابھی گئے ہیں باہر سمرہ باجی کو کوئی سامان لینا تھا پھر بچوں کو بھی لے گئیں۔ "

"جی جی اب میں جا رہا ہوں.اور فکر نہ کریں۔آئیندہ کبھی،آؤں گا بھی نہیں!اتنا گندہ اگنور کر رہی ہیں بھانجے کو پر کوئی نا یہ چہیتی بھتیجی جو آگئی ہے۔ویسے ڈیٹس نوٹ فئیر خالہ!" داؤد نے مسنوعی ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"آہ میرا بچہ!" مریم صاحبہ نے داؤد کو تھپکی دیتے ہوئے اپنے ساتھ لگالیا اور پھر تینوں اندر چلے گئے۔

داؤد تھکن نے مارے ریان کے کمرے میں سونے جاچکا تھا جبکہ مریم اور امر نے چائے کے ساتھ باتوں کو ترجیح دی۔ڈیڑھ گھنٹے بعد سب واپس آگئے تو وہ دونوں نیچے لاؤنچ میں چل دِیں۔

سمرہ قاسم صاحب کی چہیتی اور اکلوتی بہن تھیں۔ جو شادی کے دو سال بعد ہی انگلینڈ شفٹ ہو گئی تھیں۔ عاسم اُس وقت چند ماہ کا ہی تھا جبکہ باقی دونوں وہی کی پیدائش تھیں۔

عاسم بالکل اپنے باپ جیسا تھا اُسے پاکستان اور پاکستانیوں سے کوئی سروکار نہیں تھا لیکن عاسم کا کاروبار پاکستان میں بھی تھا جس کی وجہ سے وہ چکر لگا لیا کرتا تھا۔ چھبّیس سال کا عاسم دکھنے میں ایک وجیح مرد تھا۔ اسماء تقریباً ریان کی ہی عمر کی تھی جبکہ اقراء اِس سال تئیس کی ہونے والی تھی۔

سب سے پہلے اقراء اور اسماء اندر داخل ہوئی اُن کے پیچھے ہی عاسم اور سمرہ تھیں۔ اندر آتے ہی وہ صوفوں پر ڈھے گئے جبکہ اِقراء سیدھا کمرے میں چلی گئی۔

"اسلام علیکم!" اسماء کے انداز سے واضع لگ رہا تھا کہ وہ تھکی ہوئی ہے۔

"وعلیکم اسلام!" مریم کے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔ صوفے پر باہیں پھیلا کر آنکھیں موندے عاسم نے اُس آواز پر ایک دم آنکھیں کھول دیں۔ اور گردن ترچھی کر کے لبوں پر مسکراہٹ سجائے امر کو دیکھنے لگا۔

"آہ! امر باجی!" اندر آتی حمنہ نے جوش سے چیختے ہوئے امر کو گلے لگا یا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"I am really very happy to see you!"

حمنہ کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔

امر نے محبت سے اُس کا گال چوما۔اُس نے سمرہ صاحبہ کے آگے بھی سر رکھا۔ پھر اسماء نے امر سے سلام لیا۔ بہت ستائشی چمک آنکھوں میں لیے عاسم بھی امر کے سامنے آگیا۔

"Hey! Its really Glad to see you! Dear 2nd Cousin."

لہجہ سادہ تھا، ساتھ ہی اُس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔

امر اُس سے ہاتھ نہیں ملانا چاہتی تھی۔ زبردستی کی مسکراہٹ لبوں پر سجائے اُس نے اپنا ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ تھکے تھکے ریّان کی آمد نے سب کو اُس کی طرف متوجہ کر لیا۔

"امر! شہزادی لگی ہے یار!" ریان شاپنگ بیگز صوفے کی طرف اچھالتے ہوئے امر کی جانب بڑھا۔ تھکن ایک دم غائب ہو گئی تھی۔

"کدھر ہیں وہ؟" امر کے کندھے میں بازو ڈالے ریّان نے اُس سے پوچھا۔

"اوپر تمہارے کمرے میں".

Clubb of Quality Content

"آجائیں پھر۔" امر اور ریان سیڑھیاں پھلانگتے اوپر کی جانب چل دیے اور اُن کے پیچھے پیچھے حمنہ بھی بھاگ گئی۔

"ویسے۔۔ کیا بات ہے مریم؟ اپنے گھر والوں کے لیے تو بڑا لگاؤ سکھایا ہے تم نے اپنے بچوں کو۔" سمرہ کی آواز میں تنظ واضع تھا۔

"میرا مطلب اب دیکھو کیسے امر کو دیکھ کر حمنہ اور ریان خوشی سے جھوم اُٹھے ہیں اور میرے بچوں کی باری تو ریان کو باقاعدہ بُلانا پڑا تھا۔"

"سمرہ! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ لوگ دور ہوتے ہیں نا اقراء اور اسماء تو شاید تیسری بار آئی ہیں پاکستان لیکن یہ بچے تو آپس میں گھلے ملے ہیں۔ ملتے جلتے ہیں اِس لیے۔ اور جب آپ لوگ آئے تھے وہ گھر نہیں تھا نا اِسی لیے بس اُسے بلانا پڑا تھا لیکن فوراََ ہی تو آگیا تھا۔" مریم نے تحمل سے کہا۔

"ہم!" ایک زبردستی کی مسکراہٹ کے ساتھ سمرہ نے بات ختم کرنا چاہی۔

"اُٹھ!" بیڈ پر تکیہ دبائے اُلٹا لیٹے داؤد کو جھنجھوڑتے ہوئے ریان کی خوشی اِق 3 کا ٹھکانا ہی نہیں تھا۔

"ارے یار!" چندھیائی ہوئی آنکھوں سے داؤد بیٹھا تھا۔

"یانی کدھر ہے؟" ریان کا انداز کسی پولیس افسر کی طرح تفتیشی تھا۔

"وہ اُدھر دراز میں رکھا تھا میں نے سونے سے پہلے، اب پتا نہیں کسی نے اُٹھا نہ لیا ہو۔" داؤد نے آنکھ مسلتے ہوئے ساتھ پڑے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف اشارہ کیا۔

"یانی بھائی ہیں یا کوئی ہاضمے کی پھکّی جو آپ نے اُدھر رکھی تھی؟" حمنہ نے بھی اپنا حصہ ڈالنا چاہا۔

"اچھا، یہ پکڑو، چارج پر لگاو، اور امر جی، آپ کا فون کدھر ہے؟" ریان اپنا فون پینٹ کی جیب سے نکال کر حمنہ کی طرف اُچھالنے کے بعد امر سے مخاطب ہوا۔

"میں تو پپھو کے پاس بیٹھی تھی، وہیں ہو گا۔ "

"داؤد، تیرا کدھر ہے؟" داؤد نے اپنا فون ریان کے ہاتھ میں دیا۔ ریان نے پاس ورڈ لگانے کے بعد سیدھا عالیان کو ویڈیو کال ملائی۔ اب امر، ریان، داؤد اور حمنہ چاروں ہی فون پر

جھکے ہوئے تھے، اور چند سیکنڈز میں کال اُٹھالی گئی تھی۔

"آگئی یاد عالیان کی بھی تم لوگوں کو؟" عالیان صوفے پر بیٹھے گود میں رجسٹر اور کتابیں رکھے غالباً پڑھائی کر رہا تھا۔

"یار تو آیا کیوں نہیں؟" ریان کا لہجہ لاچاری بھرا تھا۔

"یہ پوچھ اپنے بھائی اور بہن سے۔" عالیان نے داؤد اور امر کا حوالہ دیا۔

"یار کیا مصیبت ہے، اب مجھے مزہ ہی نہیں آنا!" ریان نے منہ بسورتے ہوئے داؤد سے شکوہ کیا۔

"داؤد، سحری صبح کرنی ہے نا آپ نے؟" عالیان داؤد کی جانب متوجہ ہوا۔

"پاگل ہے، سحری کیوں کرنی ہے؟" داؤد نے نا سمجھی سے جواب دیا۔

"پھر آپ نے منہ میں دہی کیوں جمایا ہوا ہے، اور ساتھ ہی ساتھ امر باجی اور حمنہ نے بھی؟ "

"کیونکہ میرا بس نہیں چل رہا کہ میں فون میں گھس کے تجھے تھپڑ لگاؤں۔" داؤد نے تھپڑ کے سے انداز میں ہاتھ لہراتے ہوئے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ویسے آجاتے یانی، یاد ہے جب لاسٹ ٹائم تم شالامار نہیں گئے تھے ان کے ساتھ، تب بھی ریان کتنا رویا تھا؟" امر کا لہجہ شرارتی تھا۔

"ہاں، اور ایک برگر کے پیچھے چلا بھی گیا تھا۔" عالیان نے طنز کیا۔

"اور بھوکا میرے ذاتی پیسوں کے برگر کے بعد بھی بھوکا ہی تھا۔" داؤد نے بھی لقمہ دیا۔

"اچھا چلو، بھول جاؤ پرانی باتوں کو۔ اور دو دن میں اپنا خاندان ادھر لے آجا عزت سے۔ "

"ہاں ہاں، کوشش ہی ہے، ورنہ جو ماما کہیں۔" اور اسی طرح ایک دو باتوں کے بعد کال کٹ گئی۔

"باہر چلیں کچھ کھانے؟" داؤد کی آنکھ کے ساتھ ساتھ دماغ بھی کھل چکا تھا۔

"یہ جو نیچے میری پُھپھی بیٹھی ہیں نا، دو سو باتیں کریں گی۔" ریان نے ناک منہ چڑھا کر کہا۔

"اچھا چلو، آؤ ہم بھی نیچے چلیں، ایسے اچھا نہیں لگتا۔" امر کا انداز سادہ تھا۔

"اوہ بیٹھ جاؤ، اچھا لگ جاتا ہے، بلکہ سکون رہتا ہے۔ میں نہیں ملنے جا رہا، یہ اقراء کی ویسے بھی مجھ پر گندی نظر ہے۔" آخری سطر داؤد نے لڑکیوں کی طرح کان کے پیچھے بال اُڑسنے کے سے انداز میں کہا۔

" حد ہے! ہر کوئی تمہارے پیچھے ہی پاگل ہے اس دنیا میں. تم کسی کے پیچھے نہیں۔ واہ رے خوش فہمیاں!" امر نے سر نفی میں ہلایا۔

"ہے یہ بھی کسی کے پیچھے بس بتایا نہیں جاتا اپنی بار۔" ریان نے ہنسی دباتے ہوئے داؤد کے کندھے کے گرد بازو پھیلایا۔

"Don't be jealous you both."

داؤد کچھ ہی سیلف اوبسِسڈ تھا۔

"اوئے چل اے چل! آؤ حمنہ ہم چلیں." حمنہ اور امر کمرے سے باہر چل دیں.

"کیا بکواس تھی یہ؟" اُن کے جاتے ہی داؤد نے ریان کو ایک چپت لگاتے ہوئے اُس کی طبیعت صاف کرنے کا سوچا.

"بس کر داؤد سب سمجھ آتا ہے؛ یو لو ہر. "ریان کا انداز کچھ ایسا تھا کہ داؤد کچھ سمجھ نہ سکا۔

"I love her? Who?"

"امر اور کون. پلیز ہاں اب یہ مت کہنا نہیں نہیں".

"شٹ اپ یار! وہ میری دوست ہے. میرے لیے سب سے زیادہ پیاری ہے، مجھے بہت عزیز ہے لیکن صرف ایک دوست کے حوالے سے اور کچھ بھی نہیں۔" داؤد واقعتاً سنجیدہ تھا۔

"ہم سب سے زیادہ عزیز نا؟ کیسے تو اُس کے ایک بار پُکارنے پر بھاگا چلا جاتا ہے۔ تو اُس کا نوکر ہے؟ نہیں۔ تجھے اچھا لگتا ہے جب وہ تجھے کوئی کام کہتی ہے۔ تجھے اچھا لگتا ہے داؤد۔۔۔ جب وہ سب کے ہوتے ہوئے تجھے پکارتی ہے۔ بس کردے یار! کس سے جھوٹ بول رہا ہے؛ ہم سے؟ جو پیدائش سے تم دونوں کے ساتھ ہیں. یا خود سے؟ جو اُس سے پہلے کسی کو ترجیح نہیں دیتا۔" ریان کا لہجہ ایسا تھا کہ جیسے کہہ رہا ہو تم مان کیوں نہیں لیتے۔

"دیکھ ریان! بچپن سے ہم ایک دیوار کی مانند ہیں بس ہم دو نہیں بلکہ سب۔۔۔ تو اور

عالیان بھی میرے لیے ویسے ہی عزیز ہو. شاید اِس لیے کیوں کہ امر میری پہلی دوست ہے مجھے اُس سے تم لوگوں سے زیادہ اُنسیت ہو سکتی ہے۔اِس سے زیادہ کچھ نہیں! تو بھی تو عالیان کے بعد پہلی پرائورٹی امر یا مجھے ہی دے گا. کیوں کہ وہ ایسی ہے۔۔۔وہ ڈیزرو کرتی ہے پہلی جگہ! مگر صرف اِس لیے کہ وہ ایک لڑکی ہے تیرے زہن میں یہ باتیں نہیں آنی چاہیے۔" داؤد کی باتوں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"تو مجھے نہیں خود کو پاگل بنا رہا ہے داؤد! امر کے علاوہ تو کسی کے بارے میں نہیں سوچ سکتا۔داؤد صرف امر کا ہے۔سوچ اِس بارے میں کیوں کہ تجھے ہر وہ شخص بُرا لگنے لگا ہے جو امر سے کھل کر بات کرتا ہے اور میرے مطابق یہ کیفیت جیلیسی ہوتی ہے. تجھے امر سے محبت ہے داؤد اور یہ میں بچپن سے ہی جانتا ہوں۔شاید تجھے اِس کا اندازہ نا ہو لیکن امر کو کسی اور کے ساتھ ایمیجن کر اور دیکھ تجھے تکلیف ہو گی۔خود کو پاگل مت بنا یا تو کنفیس کر یا بھی فرگیٹ!" ریان سادہ انداز میں اُسے بہت کچھ کہہ کر ایک گہری سوچ میں ڈال گیا تھا۔کیا واقع داؤد امر کو پسند کرتا ہے؟ نہیں! پسند ایک بہت چھوٹا لفظ ہے۔مگر اُسے اِس کا احساس کیوں نہیں ہُوا آج تک؟ شاید اِس لیے کہ وہ ہمیشہ اُس کے ساتھ،اُس کے پاس تھی اور پاس

ہوتی چیزوں کی قدر کہاں ہُوا کرتی ہے۔داؤد عجیب سی کیفیت میں تھا کہ اُس نے زہن سے اِن باتوں کو جھٹکا اور ہاتھ منہ دھو کر نیچے سب کے پاس چلا گیا۔جب داؤد سیڑھیوں سے نیچے آیا تو لاؤنج کے حالات کچھ یوں تھے کہ ایک صوفے پر ریان، حمنہ، اسماء اور سمرہ بیٹھی تھیں جبکہ دوسرے صوفے کی ایک طرف عاسم،اُس کے ساتھ مریم اور ساتھ ہی امر بیٹھی تھی۔ سمرہ نے داؤد کے سر پر ہاتھ پھیرا حالانکہ مریم کے گھر والے اُن کو بالکل نہیں بھاتے تھے۔ سونے پر سہاگا عالیان، امر اور داؤد کے ساتھ ساتھ میرب بھی اُن کو کچھ زیادہ ہی ناپسند تھیں کیوں کہ اُن کے سامنے سمرہ کا سکہ نہیں چلتا تھا۔

داؤد امر کو ساتھ ہونے کا اشارہ کرتے ہوئے اُس کے ساتھ براجمان ہو گیا۔

"تو آج کل کیا کر رہے ہو داؤد؟"مریم کے ساتھ بیٹھے عاسم کے سوال پر داؤد نے گردن ترچھی کر کے اُسے دیکھا۔

"وہی جو کل پرسوں کر رہا تھا۔سٹوڈنٹ ہی ہوں!"ناجانے کیوں مگر داؤد کا لہجہ خود بہ خود تلخ ہو گیا تھا۔

"ہاہاہا بوائے! تمہارا ہیومر بہت اچھا ہے." گھنی موچھوں والا وہ مرد داؤد کو ہنستا ہوا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سخت زہر لگ رہا تھا۔اِس لیے اُس نے کسی جواب کی بجائے صرف زبردستی کا مسکرانا ہی بہتر سمجھا۔

"داؤدی!"امر نے داؤد کو کوہنی ماری.اور اِس سے پہلے کہ داؤد کچھ کہتا۔

"وہ داؤد آپ کیا کہہ رہے تھے آپ کو کہاں جانا تھا؟"ریّان نے وہاں سے اپنے عزیز قیدیوں کو آزاد کروانا چاہا۔

"ہیں؟ہاں ہاں!کام ہے آنا زرا ساتھ میرے."داؤد نے بھی فوراً اُٹھنے کی کی.

"امر باجی آپ بھی ساتھ چلیں نا!"ریان نے بات مکمل کی ہی تھی کہ عاسم نے فوری مداخلت کی۔

"ارے اِس کو یہاں ہی رہنے دو. لڑکیاں کیا کریں گی اب لڑکوں کے کاموں میں۔ کیوں امر؟"اُس نے ہونٹ پھیلا کر امر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"چلو امر چلیں!"دانت پیستے ہوئے داؤد کا لہجہ بے انتہا سرد تھا۔وہ بظاہر اُس نے امر سے کہا تھا مگر وہ اپنی نظریں عاسم پر گاڑھے ہوئے تھا۔

"ارے مزاق کر رہا تھا۔تم تو سیریس ہو گئے۔ابھی تو بس تمہاری کزن ہے جہاں

مرضی لے جاؤ۔" عاسم کھڑے ہو کر داؤد کا کندھا تھپکتے ہوئے بولا۔

"اِسے مزاق اُڑانا کہتے ہیں۔ اور داؤد کو امر کا مزاق اُڑانا تو دور کسی کا بھی منہ اُٹھا کر اُس کے ساتھ مزاق کرنا بھی گوارا نہیں۔" عاسم کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے اُس نے اندر تک اتار دینی والی نظروں سے اُسے گھورا۔ مگر شاید وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا ڈھیٹ۔ یہی وجہ تھی کہ وہ محض ڈھیٹائی سے مسکرا دیا۔ لیکن مریم صاحبہ نے امر کو اُٹھنے کا اور ریان کو چلنے کا اِشارہ کیا کیوں کہ ایک بات داؤد اور کہتا اور سمرہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا۔

"چلو داؤد!" ریان کی آواز پر تینوں گھر سے نکل دیے۔

"کتنا بد تمیز ہے یہ بچہ! اپنی بہن سے کہو اِسے کچھ بڑے چھوٹے کا لحاظ سکھائے۔" سمرہ کو ہمیشہ اپنے امیر اور کاروباری بیٹے کی توہین پر بہت غصہ آرہا تھا اور وہ اپنے اندر کا لاوا قاسم کے کان بھر کر نکالتی تھیں مگر پتے کی بات یہ تھی کہ وہ اِن باتوں پر کان دھرتے ہی نہیں تھے۔

"ارے نہیں امی! بچے ہیں۔ ابھی جینے دیں۔۔۔ عمر ہے اُن کی۔" عاسم ویسے ہی کھڑا تھا مگر اُس نے مرکزی دروازے کو دیکھتے ہوئے اپنی مسکراہٹ گہری کرلی۔

"یہاں تو بہت مزا آئے گا۔" وہ محض بُربُرایا تھا۔

پچھلے پانچ منٹ سے گھر کے سامنے گاڑی میں بیٹھے تھے امر اور ریان کا ہنس ہنس کر بُرا حال تھا۔ جبکہ داؤد کو اُن کی ہنسی سے اب بیزاریت ہونی لگی تھی۔

"کیا مسئلہ ہے یار تم دونوں کا؟" اُس نے اُکتاہٹ سے بولا۔

"تمہیں اتنے بڑے بڑے ڈائیلوگ مارنے کی کیا ضرورت تھی؟" امر داؤد سے مخاطب تھی۔

"اُس نے بدتمیزی کی تھی۔ سب میں بیٹھ کر یہ کہنا کہ لڑکی کا لڑکوں میں کیا کام، یہ گھر بیٹھے۔ سراسر بدتمیزی ہی لگی ہے مجھے تو۔ ارے بھئی! ہم نے جانا ہے۔۔۔ نہ تو تیری گاڑی, نا ہی تیرا پیسہ جو اُڑانے جا رہے ہیں۔ تو پھر تیرا کیا کام بیچ میں بولنے کا؟" اُس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ عاسم کو جان سے مار دے۔

"He was joking, Daudie!" امر کا انداز سادہ تھا۔

"یار بات اور کوئی نہیں! اِس کو ویسے چِڑھ ہے عاسم سے." ریان نے حقیقت سے پردہ اُٹھانا چاہا۔

"جی نہیں! عاسم سے نہیں مجھے اُس کے پورے خاندان سے چڑھ ہے. غصہ آتا ہے اُسے دیکھ کر اور مجھے کیا کس کو نہیں؟" داؤد نے گردن جھٹکتے ہوئے حقیقت کا پردہ پھاڑ ہی دیا تھا۔

"بھوک نہیں لگی تم لوگوں کو؟" پچھلی سیٹ پر بیٹھی امر کی آواز میں دنیا بھر کی معصومیت تھی۔ داؤد سر جھکا کر مُسکرا دیا۔ وہ جانتا تھا وہ بات ختم کرنا چاہ رہی ہے۔

اور جب امر چاہے گی داؤد بات ختم کر دے گا۔

ریان نے گاڑی زن سے ریستورانت کی طرف بڑھادی۔

"ہائے میری بہن چلی گئی۔ مجھے مزہ نہیں آرہا اِس گھر میں اب۔ میرا کوئی نہیں بچا یہاں پر! اے میری پیاری بہنہ امر فاطمہ! کیا تم میری آواز سُن سکتی ہو۔ کیا تمہیں اپنے بھائی کے دل کی پکار گجرانوالہ تک آرہے ہے؟" انتہائی ڈرامائی انداز میں عالیان اپنی ماں کے آگے گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گیا۔

"مجھے لگتا ہے وہ مجھے بلا رہی ہیں۔ اے میری پیاری امر فاطمہ! تمہارا بھائی تمہارے دل

کی پکار سُن رہا ہے۔ مجھے بھی اُن کے پاس جانا ہو گا۔" ایک دم اُس نے چٹکی بجاتے ہوئے کچھ اِس انداز میں کہا جیسے اُسے اچانک یہ آئیڈیا آیا ہو۔

"یانی! ایسا تھپڑ پڑے گا کہ دل کی ساری پکاریں بند ہو جائیں گی۔" مٹر چھیلتے ہوئے سدرہ صاحبہ نے اپنے بیٹے کی اوور ایکٹنگ پر اُسے گھورا۔

"یار امی! ایک ہفتہ ہی تو رہتا ہے۔ کاش چلے جاتے ہم بھی تو کیا تھا۔ جتنا میرا دل کر رہا ہے ناریان کے ساتھ ہونے کا شاید ہی کوئی سمجھے۔" اُس نے ناک منہ چڑھاتے ہوئے سر جھٹکا۔

"اچھا بتاؤ! آلو مٹر والے سالن کے ساتھ چاول ابال لوں؟" اُن کا انداز سادہ تھا اور عالیان کا حیرت کے مارے منہ کھل گیا۔

وہ تینوں ڈِنر کے بعد گھر واپس آئے تو سب کو اپنے اپنے کمروں میں پایا۔ داؤد اور امر نے شکر کا کلمہ پڑھا اور پانچ دس منٹ مریم کے کمرے میں قاسم صاحب کے پاس بیٹھنے کے بعد سونے کے لیے چل دیے۔ تھکن کی وجہ سے امر صبح جلدی نہیں اُٹھ سکی تھی اور مریم صاحبہ

نے بھی اُسے زہمت نادی لیکن داؤد چُندیائی ہوئی آنکھیں لے کر ناشتے کی ٹیبل پر پہنچ ہی گیا تھا۔عاسم اور اقراء بھی اپنے کمرے سے باہر نہیں آئے تھے۔ سربراہی کرسی پر قاسم صاحب، اُن کی دائیں جانب مریم جبکہ بائیں جانب سمرہ تھیں۔ مریم کے ساتھ ریان بیٹھا تھا اور ریان کے ساتھ داؤد۔ دوسری جانب سمرہ کے ساتھ اسماء اور حمنہ بیٹھی تھیں۔ اور وہاں اُس نے ایک ایسی شخصیت کو آتے دیکھا جِسے دیکھ کر اُس کی ساری نیند اُڑ چکی تھی۔ سب خاموشی سے ناشتہ کر رہے تھے کہ اقراء کی آمد نے ماحول بدل کر رکھ دیا۔ وہ ڈھیلی ڈھالی ٹروزر شرٹ میں ملبوث ایک دم فریش لگ رہی تھی۔ اُس کو دیکھتے ہی داؤد نے آمین کے سے انداز میں اپنے دونوں ہاتھوں میں منہ چھپالیا۔ اور اُس کی اِس حرکت پر ریّان کی دبی دبی ہنسی دیکھتے لائق تھی۔

"ہائے مام!" اسماء نے سمرہ کے گال سے گال ٹکراتے ہوئے کہا۔

"میری بیٹی!" سمرہ نے بھی بھرپور شفقت کا مظاہرہ کیا جبکہ داؤد کی جان پر بنی ہوئی تھی۔

وہ حمنہ کے ساتھ والی کرسی گھسیٹتے ہوئے براجمان ہوئی ہی تھی کہ اُس کی نظر منہ

چھپاتے ہوئے داؤد پر پڑی۔

"ہا! ڈاؤڈ!"اُس کو ایک خوشگوار حیرت کا جھٹکا لگا جبکہ ڈاؤڈ سخت بے مزہ ہوا تھا۔

ایک زبردستی کی مسکراہٹ اُس نے اقراء پر اچھالی۔اور بس! وہ فوراً اپنی جگہ سے اُٹھ کر داؤد کے پہلو میں آبیٹھی۔اِس کے لیے ریان نے اُس کے ساتھ بھرپور تعاون کیا تھا۔داؤد نے بیچارگی سے قاسم کو دیکھا جو جانے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"ڈاؤڈ! آئی مِس یو سو مچ! یو نو آئی برنگ یو سم گفٹس آلسو!"کسی راز کے سے انداز میں اُس نے داؤد کے کانوں میں سرگوشی کرتے ہوئے ایک آنکھ ماری۔سب ناشتہ کرکے فارغ ہو چکے تھے۔مگر داؤد اپنا سر پکڑے اقراء کو ہی سن رہا تھا۔اُس کی مجبوری تھی کیا کرتا وہ چپ ہوتی تو اُس کا بھائی یا ماں شروع ہو جاتے۔ابھی بھی وہ یورپ میں اپنے پیچھے پاگل ہونے والے کسی لڑکے کا قصہ سنا ہی رہی تھی جس کو اُس نے ڈاؤڈ کی تصویر دِکھا کر منع کر دیا تھا کہ امر حمنہ کی صدائیں لگاتی آگئی۔سیڑھیاں اُترتی امر داؤد کو بہت بھائی تھی اور اقراء کو اُتنی ہی زہر لگی۔

اور آخرکار اسماء اور حمنہ ایک ساتھ کمرے سے نکلے۔

"حمنہ یار! یہ لو تمہارا فون بج رہا تھا۔"امر نے جمائی بمشکل روکتے ہوئے کہا۔

"امر ادھر آؤ ناشتہ کر لیا تم نے؟" داؤد تیزی سے اُس کی طرف بھاگا۔

"ہیں؟ ابھی تو آئی ہوں کرنا ہے ابھی!" امر نے حیرت سے جواب دیا۔

"اچھا تو چلو تم ناشتہ کرو۔ میں ریّان کے پاس جا رہا ہوں!" اور اِدھر اُدھر دیکھے بغیر وہ اوپر کی جانب بھاگ گیا۔ غصے سے پیر پٹختی اقراء بھی وہاں سے چلی گئی۔ مگر اسماء کو شاید امر سے کچھ کہنا تھا۔ وہ دوسروں جیسی نہیں تھی۔ اُس کو سب بہت پسند تھے خاص طور پر شارک صاحب کا خاندان۔ کچھ سمجھے؟ شارک صاحب کا خاندان !

"وہ امر باجی!" ہاتھ مسلتی اسماء اس پورے عرصے میں امر سے شاید پہلی بار مخاطب ہوئی تھی۔

"جی!" امر نے سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا۔

"عالیان نہیں آئے؟" عالیان کا نام لیتے ہی اُس کے گال لال ہو چکے تھے۔

"نہیں وہ دو تین دن تک آئے گا۔" امر نے مسکراہٹ دباتے ہوئے اُس کی معلومات میں اضافہ کیا۔

"جی!" اور یہ کہہ کہ وہ رکی نہیں منہ پر ہاتھ رکھ کر شرماتے ہوئے بھاگ گئی۔

"ہا! ڈرامے باز!" امر سر جھٹ کر چل دی۔

داؤد اور ریان کمرے میں لیٹے فون استعمال کر رہے تھے۔

امر صوفے پر بیٹھے میٹھی بریڈ کے ساتھ چائے سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔اُس کے ساتھ بیٹھی مریم پھل کاٹنے کے ساتھ ساتھ آج کا شیڈیول جو مارکٹ میں کپڑوں کی دکان سے شروع ہو کر ڈوپٹوں کی دکان پر ختم تھا کے بارے میں تفصیل بتا رہی تھیں۔

سمرہ اپنی نام کی سہیلیوں کے ساتھ کسی کٹی پارٹی میں اینیورسری پر ملنے والا ڈائمنڈ نیکلس اور بیٹے کے دیے ہوئے سونے کی کنگن کی نمائش کر رہی تھیں۔

اسماء اور حمنہ میک اپ کر رہے تھے۔

اقراء فون پر مصروف تھی۔

عالیان سارہ اور ابراہیم کو پڑھا رہا تھا۔

سدرہ اور شارک کسی مال میں کپڑے پسند کر رہے تھے۔

سیماب سو رہی تھی۔

عائشہ اور فاطمہ ہمیشہ کی طرح لڑ رہی تھیں۔

Clubb of Quality Content

نمرہ اپنے ٹیب پر مصروف تھی۔

اور اُن سب کو ایسے ہی چھوڑتے ہوئے وقت نے رفتار پکڑی اور سب کو یادوں کے

لفافے جمع کرواتا وہ گزرتا چلا گیا۔

وقت ! جسے تھامانہ جاسکے۔

وقت ! جسے روکانہ جاسکا۔

وقت ! جسے کوئی پوچھنے والا نہیں.

وقت ! جس پر کسی کازور نہیں۔

وقت ! جو طاقت رکھتا ہے۔

طاقت اُجاڑ دینے کی !

طاقت سنوار دینے کی !

وقت !

یادیں دینے والا وقت !

مواقع چھیننے والا وقت !

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کبھی نہ آنے والا وقت !

بچھڑ جانے والا وقت !

گزر جانے والا وقت !

تین دن بعد

اگر تین دن بعد کا منظر پیش کیا جائے تو سب سے پہلے ہم تمہیں عالیان دکھائیں گے۔

وہ فجر کے بعد نفیس طریقے سے اپنے بیگ میں سامان ڈالتے ہوئے امر کا ہی بھائی لگ رہا تھا۔ بالکل امر کے سے انداز میں اُس نے جوتے الگ اور گھڑیاں الگ رکھیں تھیں۔ عالیان کے پاس طرح طرح کی گھڑیاں تھیں جو اُس کے کسی بھی آؤٹ فٹ کو مزید انمول بنانے میں مدد دیتی تھیں۔ عالیان ایک اصول پسند اور باوقار شخصیت کا حامل لڑکا تھا۔ اگر تم اُس کو جانو تو سمجھ جاؤ گے کہ وہ سب کو اتنا عزیز کیوں تھا۔ عالیان شارک؛ خاندان کا سب سے سٹائلش اور ڈیسنٹ لڑکا اپنے دوست کے خاص دن کے لیے اُس کے پاس جانے کو تیار تھا۔

دوپہر دو بجے کا وقت تھا اور قصرِ قاسم میں ہر کوئی مختلف کاموں میں مصروف تھا۔

مریم صاحبہ ملازمہ کے سر پر کھڑی ہو کر کام کروا رہی تھیں اور اُن ملازماؤں میں امر اور حمنہ کا شمار بھی ہوتا تھا۔ جبکہ داؤد اور ریّان یہ کہہ کر چھٹی لے چکے تھے کہ وہ عالیان کے بغیر کوئی کام نہیں کریں گے نا گھر کا نا ہی باہر کا۔ اور عالیان صاحب کو اندازہ بھی نہ تھا کہ اُن کے لیے ہزاروں کام انتظار کر رہے ہیں۔ آج امر کے حوالے کچن کیا گیا تھا کیوں کہ کھانے اور کھلانے کے معاملے میں صرف اُس پر ہی بھروسہ کیا جا سکتا تھا۔ لاؤنج میں بیٹھے وہ سلمہ نامی ملازمہ کے دلچسپ قصے سنتے ہوئے سالاد کاٹ رہی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ اُسے سلمہ سے ہمدردی بھی ہو رہی تھی پچھلے تین دن سلمہ کے پاس بیٹھنے کے بعد اُسے محسوس ہوا تھا کہ اُس کے گھر والوں نے سچ میں اُس کے ساتھ زیادتی کر دی۔

"پسند کی شادی کرنا اب ایسا بھی کیا جرم تھا کہ گھر سے ہی نکال دیا جائے۔ میں تمہاری جگہ ہوں تو زندہ لاش بنی پھروں! مطلب جب آپ کے ماں باپ ہی آپ کے ساتھ نہیں کھڑے پھر تو یا بندہ مر جاتا ہے یا دفع کر دیتا ہے محبت کو ماں باپ زیادہ ضروری ہیں۔ تم نے اتنی ہمت کہاں سے جمع کر لی۔" گھر سے نکالے جانے کے باوجود اُس نے اور کریم نے کام کر کے اپنا گھر نہ صرف بسایا تھا بلکہ سکون سے اپنے چھوٹے سے مکان اور دو بچوں کے ساتھ

Clubb of Quality Content

زندگی بھی گزار رہے تھے۔اور امر اُن کی ہمت کو داد دے رہی تھی۔

اُس کے مطابق گھر والوں کے علاوہ کچھ بھی تو نہیں ہوتا۔ مگر سلمہ کے مطابق گھر والے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔

ابھی یہی باتیں چل رہی تھیں کہ دو گاڑیوں کے ہارنز کی آواز گونجی اور اُس نے چہرے پر خوشی سے ایک جاندار مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"ہیلّو گائیز!"گھر میں داخل ہوتی نمرہ کے ساتھ ساتھ سیماب اور عائشہ بھی تھیں۔

بھاگتی ہوئی عائشہ امر کے گلے لگ گئی۔اور اُس کے پیچھے پیچھے سیماب اور نمرہ بھی آ گئیں۔

سیڑھیوں سے اترتے ہوئے داؤد اور ریان اُن کے گروپ ہگ کو مکمل اگنور کرتے ہوئے باہر کی طرف لپکے۔

"میرا جگر!"عالیان کو گلے لگاتے ہوئے ریان نے اُس کو اٹھا کر گھما دیا تھا۔ساتھ ہی داؤد نے بھی باہیں پھیلا لیں۔سب سے ملنے کے بعد وہ تینوں مختلف بیگز اُٹھائے اندر کو آئے تو وہ گھر سچ میں شادی والا گھر لگنے لگا تھا۔ مگر اُن تینوں کے پیچھے ایک اور بھی تھا۔جاننا چاہو گے کون؟ہاں وہی خاندان کا سب سے چھوٹا سپاہی؛ابراہیم علی صاحب۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اپنے ایسے ہی ہوتے ہیں خاموش بھی ہو تو اُن کی موجودگی سے ہی رونق ہو جاتی ہے۔

اپنوں کا ساتھ ہی کافی ہوتا ہے۔

"مریم اور قاسم کدھر ہیں؟ نظر نہیں آرہے!" عافیہ صاحبہ نے اپنی بھاری کالی چادر اتارتے ہوئے کہا۔

"وہ مناہل کے گھر گئے ہیں سب چاچی!" امر نے سلمہ کے اُٹھائے ٹرے میں سے مینگو شیک کے گلاس ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا ہی تھا کہ میرب کے ساتھ لپٹے داؤد نے اپنا حصہ ڈالنا ضروری سمجھا۔

"وہ گئی نہیں ممانی جان! یہ جو نند ہے نا اُن کی سمرہ بیگم روپِٹ کر لے گئیں ہیں۔ "

"ہائے تو چھوڑ سب کو! میرا بیٹا کتنا پتلا ہو گیا ہے اِن تین دِنوں میں۔" میرب صاحبہ نے داؤد کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتے ہوئے پیار سے کہا۔

"بس بس مما! میں اگر ایک دِن بھی نا ملوں تو آپ یہی بولتی ہیں۔ ہمیشہ وڈیو کال پر یہی سنتا یوں "!

"اچھا کھانا؟" امر نے سوالیہ انداز میں پوچھا اور جواب منفی ملا۔ ابھی کچھ ہی وقت گزرا

تھا کہ گھر کے مکین واپس لوٹ آئے تھے۔

شام کی چائے کے بعد شارک، محمود اور قاسم تازی ہوا کھانے سیر کو چل ریے اُن کے ساتھ عاسم بھی تھا۔ بھائی کے جاتے ہی سمرہ بھی اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ اُنہیں مریم کے خاندان کے ساتھ بیٹھنے میں کوئی دلچسبی نہیں تھی۔ جبکہ اُن کی دونوں بیٹیاں اُن میں سے ہی ہو کر گئے تھے۔ خاص طور پر اسماء۔ وہ ہمیشہ پاکستان آکر بہت مزہ کرتی تھی۔ اور اِس وقت جب عالیان اُس کے سامنے تھے اُسے سب اچھا لگ رہا تھا۔

"آ جا ہم بھی کہیں چلیں؟" ریان نے ساتھ بیٹھے عالیان کو کوہنی مار کر کہا جو مزے سے چائے کی چُسکی لینے میں مگن تھا۔

"ہاں چلو ریّان بھائی! کہاں جانا ہے؟" سامنے بیٹھا ابراہیم فوراً کھڑا ہو گیا۔

"یار! تو نے اُدھر سے بھی سن لیا ہے۔ بیٹھ جا چپ کر کے کہیں نہیں جا رہے ہم!"

ریان کی بات پر وہ منہ بسیرتا واپس بیٹھ گیا.

"کون جا رہا ہے اب؟" میرب صاحبہ نے دونوں ہاتھ کمر پر باندھتے ہوئے مصنوعی غصے سے کہا۔

"ہاں کون جارہا ہے؟ کوئی بھی نہیں جائے گا کہیں۔۔۔ کوئی رونک وونک لگاؤ بھئی پتا تو چلے شادی والا گھر ہے اور سب گھر والے یہاں آچکے ہیں۔" مریم صاحبہ نے انگلی دکھاتے ہوئے سب بچوں کو حکم دیا۔

"یہ تو دونوں بہنیں بالکل ایک جیسی ہیں۔" داؤد اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

"سہی میں یار!" اُس کے ساتھ بیٹھا عالیان بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔

"نہیں! میری ماما خالہ میرب جیسی حاضر جواب نہیں ہیں۔ باقی تو سچ میں حرکتیں ایک جیسی ہیں ویسی اِن کی۔" اب ریّان کی باری تھی۔

"چلو چلو لڑکیوں آجاؤ اِدھر!" اور عافیہ صاحبہ کی بات پر سب بچے ایک گول دائرے میں نیچے بیٹھ گئے۔

"میں ڈاؤڈ کے ساتھ بیٹھوں گی!" نزاکتیں دکھاتی اقراء داؤد کی طرف بڑھنے لگی جبکہ داؤد اُس کی بات سُن کر سخت بدمزہ ہوا اور بے چارگی سے عالیان کو دیکھنے لگا۔ اپنی ہنسی بمشکل روکتے ریّان نے معاملے سے دور رہنا ہی بہتر سمجھا اور عالیان نے اپنے معصوم اور نرم دل پر ماتم کرتے ہوئے داؤد کی مدد کرنے کا فیصلہ لیا۔

Clubb of Quality Content

"داؤد کے ساتھ میں بیٹھوں گا! ہم ٹیم وائز کھیلیں گے گرلز ورسز بوائز." داؤد کے سامنے دونوں ہاتھ پھیلائے کھڑے عالیان نے اقراء کو زبردستی کی مسکراہٹ پاس کی۔

"ہم ٹروتھ اور ڈیئر کھیل سکتے ہیں۔ ایوری ون نوز ہاو ٹو پلے دِس۔" سارہ کی بات پر سب متفق ہو گئے۔

"ایک منٹ!" کچن میں جا کر حمنہ ایک خالی بوتل اُٹھا لائی۔ جسے گھما کر سب اپنی باری پر پرفارم یا آنسر کریں گے۔

"بڑوں کو بھی اِنوالو کرو!" سیماب نے صوفے پر بیٹھی خواتین کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں نہیں! تم لوگ کھیلو ہم دیکھیں گے بس!" عافیہ صاحبہ نے نہ میں ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔

"چلیں مرضی آپ کی۔" ہاتھ ہوا میں اٹھانے کے بعد وہ بوتل گھما چُکا تھا۔ بوتل کے چند چکر مکمل ہوئے اور باری ابراہیم کی تھی۔

"چل بھائی بتا! ٹروتھ یا ڈیئر؟" ساتھ ہی بیٹھی عائشہ نے ایکسائیٹڈ ہو کر پوچھا۔

Clubb of Quality Content

"ڈئیر!" ابراہیم کی خوداعتمادی دیکھنے لائق تھی۔ شاید وہ جوش جوش میں کچھ غلط فیصلہ کر بیٹھا تھا۔

"جا چائے پتی کھا کر آ!" بے خیالی میں سارہ نے ایک مزاق کیا تھا جسے سب نے سیریس لے لیا۔

اور ٹھیک دو منٹ بعد زمین پر لیٹا ابراہیم ہاتھ پاؤں مارنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا۔ مگر ناکام! اُس کے بھائیوں نے ہر طرف سے اُسے جکڑا ہوا تھا۔ داؤد نے اُس کی دونوں ٹانگیں، ریّان نے دونوں ہاتھ جبکہ عالیان نے منہ پکڑ کر چائے کی پتی سے بھرا چمچ اُس کے منہ میں اُنڈیل کر منہ فوراً بند کر دیا تھا۔ تاکہ وہ باہر نہ نکال سکا۔ دو منٹ کے رونے دھونے کے بعد آخرکار ابراہیم کا ڈئیر پورا ہو گیا تھا۔ اور اُس کے ساتھ ساتھ اپنی اکلوتی اولاد پر ہوتا ظلم ختم ہوتا دیکھ کر عافیہ صاحبہ کی جان میں بھی جان آئی تھی۔

بوتل کو پھر سے گھما دیا گیا تھا اور اِس بار باری عالیان کی تھی۔

"چلو بھائی کوئی کام کا ڈئیر دو!" عالیان جوش میں اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"چائے پتی کھاؤ۔ہاں!" منہ بسیر تے ابراہیم کو تمام لوگ اِگنور کر چُکے تھے۔

"Okay Okay! Mimic a personality!"حمنہ کی تجویز بھی بُری نا تھی۔

"لیکن اپنی فیملی میں سے ہی کریں۔یا نی بھائی پھر ہم گس کرتے ہیں۔" فاطمہ نے حمنہ کے دیے گئے ڈئیر کو چار چاند لگا دیے تھے.

"ام! ٹھیک ہے میرا دوست میری مدد کرے گا۔چل بھئی دوست اُٹھ!" ریان کو ہاتھ دیتے ہوئے عالیان نے اُسے بھی اپنے ساتھ کھڑا کر لیا اور اُس کے کان میں ایک نام بولا۔اور جھک کر داؤد کر کان میں بھی کچھ بولنے کے بعد سیدھا کھڑا ہو گیا۔داؤد نے دونوں ہاتھوں سے تھمز اپ کا اِشارہ کیا جیسے وہ عالیان کی بات سمجھ گیا ہو۔

"یار! دو لوگ ہیں اور یہ ہماری کوئی فیرٹ پر سنیلٹیز تو ہر گز نہیں ہیں ویسے۔لیکن سب سے ڈرامائی یہی ہیں!" ریان نے سب کو باور کروایا۔

"ویسے اِن کی کوئی پر سنیلٹیز ہے بھی نہیں! بس زندہ ہیں یہ لوگ۔" عالیان نے ہنس

کر بولا۔ اور اُن کا ڈئیر شروع ہو چکا تھا۔ عالیان نے ایک سٹک کو ہئیر برش بتا کر پکڑ لیا۔ سب لوگ اِس پرفامنسز کے لیے بہت پُر جوش ہو گئے۔

جہاں ایک جگہ عالیان نہایت اداؤں کے ساتھ اپنے بال سنوارنے کی ایکٹنگ کرنے لگا تو وہاں دوسری طرف ریان بھاگتا ہوا عالیان کی طرف لپکا۔

اِسی دوران واک پر جانے والے افراد بھی واپس آ گئے۔ جنہیں بچوں نے خاموشی سے صوفے پر بیٹھنے کا اِشارہ کیا تاکہ یانی اور ریان کی پرفارمنس میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

عالیان کے پاس آنے کے بعد ریان لڑکیوں کی نزاکتیں دکھاتے ہوئے اُس کے ہاتھ سے وہ ہئیر برش کھینچنے لگا۔

"چھوڑو یہ میرا ہے!" ریان اور عالیان کی ایک برش پر ہوتی فالتو کی لڑائی سے ہی سب سمجھ گئے کہ کس کی بات ہو رہی ہے۔

"چلو بچیوں! شاپنگ پر چلیں!" داؤد نے پیچھے سے ہانک لگائی۔ اور اُن دونوں نے فوراً وہ برش وہاں ہی پھینکا ایک دوسرے کی بازو میں بازو ڈال کر گول گول گھومنے لگے۔ ہال میں بیٹھے تمام لوگ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔ یہاں تک کہ عالیان کو پٹی کھلانے والا

ابراہیم بھی۔ مگر دو لوگ ایسے تھے جو ابھی بھی ناک منہ چڑھا رہے تھے اور وہ تھیں؛ عائشہ اور فاطمہ۔

عالیان کی ایکٹنگ دیکھنے لائق تھی مگر اُس کے علاوہ بھی کچھ دیکھنے لائق تھا اور وہ تھا اسماء کا لال ہوتا چہرہ جو عالیان کو دیکھ کر شرما رہی تھی جیسی ریان کی جگہ وہ خود ہو۔

مریم صاحبہ اپنے سب بچوں کی بلائیں لینے کو تھیں۔ وہ سب ساتھ کتنے خوش تھے۔ اللہ اُنہیں ہمیشہ ایسے ہی خوش رکھے! دل ہی دل میں سب کو دعائیں دیتیں وہ اپنی آنکھیں نم کر بیٹھی تھیں۔ پتا ہی نہیں چلتا اور وقت! وقت بھاگتا چلا جاتا ہے۔ بچے بڑے ہو جاتے ہیں اور والدیں بوڑھے!

بوتل پھر سے گھومی اور اِس بار امر پر آ کر رُکی.

"اِس کو تو میں ڈیئر دوں گا!" داؤد نے امر کو باور کروایا۔

"میں ٹروتھ چوز کروں گی!" ایک شیطانی مسکراہٹ داؤد کی طرف اُچھالتے ہوئے وہ اپنے دونوں ابرو اچکا کر اُس کے ارمانوں پر پانی پھیر چکی تھی۔

"اوئے میری بہن سے کوئی اچھا سا سوال پوچھنا کوئی بات نہیں امر آپی اگر آپ نے نا

بھی جواب دینا ہوا تو. "بلاشبہ وہ ایک عظیم بھائی تھا۔

"میرا شہزادہ!" امر کو خود پر رشک ہوا۔

"اچھا تو آپ یہ بتائیں کہ ۔۔۔" سوچنے کی اداکاری کرتی ہوئی عائشہ کی بات نمرہ نے کاٹی۔

"شاباش تم سوچتی ہی رہنا بس! میں پوچھتی ہوں امر آپی! آپ بتائیں کہ .." ابھی نمرہ کی بات بھی مکمل نہ ہوئی تھی کہ اُن دونوں کا بھائی آخر کار بول پڑا۔

"میں پوچھتا ہوں۔ جی تو بتائیں امر آپ کو سب سے زیادہ کیا پسند ہے؟" داؤد کی بات سُن کر سب کے چہروں پر بیزاری آگئی۔

"یخ تھو! کیا فالتو سوال تھا!" نمرہ نے اپنا رِدِ عمل پیش کیا۔

"مجھ سے تو پتی کھِلوائی تھی اِن سے کم از کم کوئی فارمولا تو پوچھتے. "امر کے ساتھ بیٹھے ابراہیم کی بُر براہٹ اُس نے سن لی اور ساتھ ہی ایک عدد گھوری سے بھی نوازا تھا۔

"ویسے تو نو ڈائوٹ یہ بہت ہی عام سا سوال ہے کم از کم کھیل کے حساب سے تو بہت ہی زیادہ! لیکن مجھے ام۔۔۔ چیز کے حوالے سے پھول پسند ہیں بہت زیادہ اور اگر ویسے دیکھا

جائے تو مجھے شعری بھی پسند ہے۔" امر نے کندھے اُچکا کر قدرے لاپرواہ لہجے میں کہا ہی تھا کہ سامنے براجمان عاسم کی دلچسپ نگاہیں اپنی طرف پا کر وہ کچھ اَن کمفرٹیبل سی ہو گئی۔ ساتھ ہی داؤد اور عالیان کی نظر بھی اُس طرف کو اُٹھیں۔ عاسم کو دیکھ کر داؤد اور عالیان نے مٹھیاں مینچ لیں تھیں۔

"ویسے تو نے کیا سوچ کر یہ سوال پوچھا؟" ریان نے تینوں کو بھٹکانے کی کوشش کی اور کافی حد تک اُس میں کامیاب بھی ہو گیا۔

"ویسے ہی بس! لیکن امر تمہیں شعر پسند ہیں کبھی بتایا نہیں۔" داؤد سچ میں سنجیدہ تھا۔

"ہاں امر آپی! میری ایک دوست کے گھر میں بھی شیر ہیں۔ اُس کے فادر کو پسند ہیں۔" حمنہ کے ساتھ بیٹھی نمرہ کی بات پر ہال میں دبی دبی ہنسی گونج پڑی۔

"شیر نہیں جاہل! شعر شعر! شاعروں والے شعر! ویسے امر آپی کوئی شعر سنائیں نا!" سارہ نے امر سے التجا کی۔

"Sorry Guys, But I didn't choose Dare!"

بوتل پھر سے گھمادی گئی اور اب باری تھی سیماب کی. سیماب خاندان کی سب سے شرارتی لڑکی تھی۔ اگر کبھی کسی کے ساتھ کوئی بھی مزاح یا پرینک ہوتا تو یہ بات واضع تھی کہ اُس کے پیچھے سیماب کا ہاتھ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُس کی طرف سب کے بہت سے بدلے نکلتے تھے۔

"میں تو دونوں میں ہی پھنسوں گی... ڈیئر میں بھی ذلیل کریں گے اور ٹروتھ میں بھی۔" سیماب نے محض سوچا اور پھر نا آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً اوپر کو بھاگ گئی۔

"میں نہیں کھیل رہی! تم لوگوں نے مجھے نہیں چھوڑنا۔" ساتھ ہی وہ کہتی جا رہی تھی۔ حمنہ اور نمرہ اُس کے پیچھے کو بھاگیں۔

"ہاں چیٹر!" منہ بسیرتی سارہ نے اپنی بہن پر تبصرہ کیا۔ لیکن عالیان اور ریان کو شاید کھیل میں بہت مزہ آرہا تھا۔ ریان نے بوتل پھر سے گھمادی۔ گھومتے گھومتے اُس بے جان وجود نے کچھ چکر پورے کیے اور اِس بار باری داؤد کی تھی۔ سب نے ہوٹنگ شروع کی جس پر داؤد نے فرضی کالرز جھاڑ کر داد وصول کی۔

"جی تو داؤدی! آپ مجھے بتائیں۔۔۔" امر کی بات منہ میں ہی تھی کہ داؤد نے مداخلت

کرنا ضروری سمجھا۔

"ارے ایک منٹ ایک منٹ لیکن ابھی تو میں نے چُوز ہی نہیں کیا۔"

"اچھا تو کر چوز!" عالیان نے داؤد کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"I choose dare!"

داؤد نے امر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ جیسے وہ کچھ دیر پہلے والا بدلہ لے رہا ہو۔

"So, Your Dare is that answer my question!"

")تو تمہارا ڈئیر یہ ہے کہ میرے سوال کا جواب دو!")امر نے بھی اُسی کے انداز میں بولا۔ وہ کیسے بھول گیا تھا کہ سامنے بھی امر فاطمہ تھی۔

"جی تو داؤدی! آپ مجھے بتائیں۔۔۔ "

"رُک جاؤ میں پوچھوں گی! کیا تمہاری کوئی گرل فرینڈ ہے ڈاؤڈ؟" امر کی بات کاٹ کر اقراء فوراً بولی اور اُس کی یہ حرکت عالیان اور داؤد کے علاوہ باقی سب کو بھی ناگوار گزری.

"یہ کیا طریقہ ہے اقراء؟" عاسم کی آواز پر داؤد مزید چڑھ گیا تھا۔

"وہ پوچھ رہی تھی نا! بیچ میں بولنا ضروری تھا؟اُس کی کوئی ویلیو نہیں؟یوار کویسچن اِز ریجیکٹڈ! تم پوچھو امر!"سخت تاثرات اور سنجیدہ آواز میں اقراء کو بولنے کے بعد امر کے لیے اُس کی ٹون خاصی نرم پڑی تھی۔

"نہیں! اِٹس اوکے. اقراء کو جواب دو. "امر کو اقراء کے لیے واقعتاً بُرا لگا تھا۔

"نو امر! یو شوڈ آسک. "عاسم کی سخت نظروں کی وجہ سے اُس نے یہ کڑوا گھونٹ پی ہی لیا تھا۔

"آپ پوچھیں آپی!"عالیان نے بھی داؤد کا ساتھ دیا۔

" نو اِٹس۔۔۔"

"Ask!"داؤد کا لہجہ اِس بار سخت تھا۔

"مجھے یاد نہیں! سچ میں نہیں یاد کہ کیا پوچھنا تھا. "امر نے بات سنبھالنی چاہی۔

"ویسے اگر سچ بولنا ہے تو گننی پڑیں گی۔ کیوں داؤد؟"ریان نے پھر سے ماحول کو ہلکا پھلکا کرنا چاہا۔

"نہیں! ایک بھی نہیں! اگر سچ بولنا ہے تو ایک بھی نہیں!"داؤد نے سر جھکا کر

قدرے سادگی سے جواب دیا۔

اُس کے بدلتے لہجے پر سب نے غور کیا تھا۔

"خیر! آئم ڈن۔" داؤد اُٹھ کھڑا ہوا۔ سب کا موڈ غارت ہو چکا تھا۔

"می ٹو!" عالیان بھی اُٹھ گیا اور جب کھیل کے مرکزی کردار ہی اُٹھ جائیں تو کھیل باقی کہاں رہتا ہے۔

آہستہ آہستہ سب اپنے اپنے کمروں میں ہو لیے مگر مسئلہ یہ تھا کہ سب کے لیے علیحدہ کمرے تو شاید ہی ممکن تھے اِس لیے اوپر کے چار کمرے بچوں کو دیے گئے جبکہ نیچے کہ دو کمرے اور گیسٹ روم شارک سدرہ، میرب محمود، قاسم مریم اور آخری کمرہ سمرہ اور اقراء نے لیا۔ ویسے تو اقراء نے اوپر بچیوں کے ساتھ ہونا تھا لیکن سب کے سامنے ہوئی اپنی بے عزتی پر وہ کسی کے سامنے جانا نہیں چاہتی تھی۔ اگر بات امر فاطمہ، عالیان یا داؤد کی ہوتی تو وہ کوئی جواب دے دیتی مگر بات اُس کے بڑے بھائی کی تھی۔ جس کے آگے بولنے کی ہمت اُس کے والدین تک کی نہ تھی۔

اوپر کے کمروں کی تقسیم یوں تھی کہ ایک کمرے میں حمنہ، نمرہ اور اسماء تھے، ایک

کمرے میں امر اور سیماب اور عافیہ صاحبہ تھیں جبکہ تیسرے کمرے میں عائشہ، فاطمہ اور سارہ تھے۔ ایک کمرہ بچتا ہے آخری، چوتھا اور شاندار کمرا اور وہ کمرا تھا عاسم کا۔۔ جی ہاں! صرف عاسم کا! عجیب بات ہے نا؟ اُس اکیلے شخص کو یہ کمرا کیوں دیا گیا؟ مگر اُس سے پہلے بات کرتے ہیں آپ کے پسندیدہ کرداروں کی؛ داؤد، عالیان اور ریّان. وہ کہاں رہیں گے؟

صحن میں؟ نہیں!

اُن کے لیے تو ایک خاص کمرا تیار کروایا جا رہا تھا۔

سرونٹ کواٹر؟ نہیں!

"اچھا بات سنو سلمہ!" مریم صاحبہ نے جو سلمہ کو تمام ہدایات دے کر جانے ہی والی تھیں کسی سوچ کے تحت اُسے پھر سے پُکار بیٹھیں۔

"چھت والا سٹور روم بھی تیار کروادو۔۔۔ تین لوگوں کے لیے۔ "

تو وہ تینوں آج اپنا قیام سٹور روم میں کریں گے. مگر یہ تو زیادتی ہے نہ مریم صاحبہ! عاسم کے لیے مکمل کمرا اُس کی ملکیت اور داؤد اور عالیان کے لیے سٹور روم! شاید یہ بات آپ کو اچھی نہ لگے اور یہ بات ہمارے داؤد کو بھی اچھی نہیں لگی تھی۔ چلیں دیکھتے ہیں وہ اِس

وقت کیا کر رہا ہے.

"ایسے کیوں خالہ یار؟" نا جانے لاہور والوں کو اتنا یار بولنے کی عادت کیوں ہوتی ہے یا شاید یہ وائرس پورے پاکستان میں آہستہ آہستہ پھیل رہا ہے۔

"میں تھوڑی دیر سارہ کے پاس جا رہی ہوں۔" سیماب دوسرے کمرے میں بھاگ گئی۔اب صرف امر، داؤد، عالیان، ریّان اور مریم صاحبہ امر اور سیماب والے کمرے میں موجود تھے۔

"خالہ کی جان سمجھا کر و اب میں کہاں بستر ڈال کے دوں تمہیں؟ اپنے اپنے ماں باپ کے کمروں میں آجاؤ پھر؟" مریم صاحبہ کی بات پر باقی تینوں کی دبی دبی ہنسی گونجی۔جو داؤد کی گھوری دیکھتے ہی پل میں غائب بھی ہو گئی۔

"اے آجا ہم چلیں!" عالیان نے ریان کو کوہنی مارتے ہوئے کہا۔دراصل عالیان اور ریان دونوں کو ہی سٹور روم میں سونے سے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔بلکہ اُن دونوں کے لیے تو یہ ایک الگ اور منفرد ایکسپیریئنس ہونے والا تھا بھلے ہی اِس میں کوئی بات منفرد نہیں تھی۔اور

در حقیقت چھت پر سونے سے مسئلہ تو داؤد کو بھی نہیں تھا مگر اُسے اِس بات سے مسئلہ تھا کہ عاسم کو اُس پر فوقیت دی جا رہی ہے۔

"گدھے!" اُن دونوں کو جاتا دیکھ کر داؤد نے منہ ہی منہ میں اُنہیں اِس لقب سے نوازا۔

"میری بات سنو! خالہ کا اچھا بچہ نہیں پھر؟" اُنہوں نے داؤد کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے پیار سے کہا۔

"بس کر دیں خالہ! اب میں وہ چھوٹا بچہ نہیں جو آپ کے اچھے بچے بنے رہنے کے چکر میں ہر بات مان لے گا".

"جاؤ سو جاؤ پھر عاسم کے ساتھ اُس کو بھی ڈر لگ رہا ہو گا تمہارے بغیر." مریم صاحبہ بھی اب تھک چکی تھیں۔

"اچھا خالہ میں جا رہا ہوں۔" اُس نے کمرے سے باہر جاتی مریم کو یقین دِلایا۔ جس پر وہ واپس مڑی اور اُس کے ماتھے کا بوسہ لے لیا۔

"میرا بیٹا!" داؤد نے اُن کو زبردستی مُسکرا کر دکھایا جیسے اِس کے بغیر گزارا نہ تھا۔

"پیسوں کی بات ہے بیٹے! ساری عمر یورپ گزاری ہے۔۔۔عزت تو ہو گی۔"اُن کے جاتے ہی داؤد نے سر جھٹکتے ہوئے تبصرہ کیا۔اُسے مریم صاحبہ یا چھت پر سونے سے کوئی تکلیف نہ تھی بلکہ اُسے عاسم ایک خاص قسم کی چِڑھ تھی اور اُسے اُس کے سامنے ہی چھوٹا کیا جارہا تھا۔وہی مردوں کی بے وجہ کی انا کے مسئلے!!

"اپنایت کی بات ہے بیٹے! ساری عمر یورپ گزاری ہے۔۔۔اجنبیت تو ہو گی۔"اُسی کے انداز میں بولتے ہوئے وہ اُسے بہت کچھ باور کرواچکی تھی۔

"ساتھ رہنے والے زیادہ قریب ہوتے ہیں داؤدی! جن سے ہر بات کھل کراور حق سے کہی جاسکتی ہے. جیسے وہ تمہیں پیار کرتی ہیں۔۔۔اپنا بیٹا کہتی ہیں۔ویسے عاسم کو تو کبھی نہیں کہا۔تمہارے اور میرے ماما بابا بھی تو گیسٹ رومز میں سو رہے ہیں۔حالانکہ سمرہ اور اقراء والا کمرا کافی شاندار ہے۔"اپنی بات مکمل کرنے کے بات اُس نے داؤد کے سر میں زور سے ہاتھ مار کر اُس کے بال بکھیر دیے۔یہ اُس کا طریقہ تھا اُسے کول ڈاؤن کرنے کا اور اچھی بات یہ تھی کہ یہ امر فاطمہ کا داؤد کے بال بکھیرنا داؤد کو واقعی سکون بخشتا تھا۔

"اچھا اچھا! میرے بال نہ خراب کرو".

"پھر اُٹھاؤ اپنا بستر اور چلو اوپر"!

"اُف توبہ اوپر جائیں داؤد کے دشمن!"اُس نے جھر جھری لی۔

"حد ہے چھت کی بات کر رہی ہوں۔ "

"اِسی بات پر مجھے ایک شعر یاد آیا۔تو عرض کیا ہے اہم اہم؛

داد تو بعد میں کمائیں گے

پہلے ہم سوچنا سکھائیں گے

ہم تو نہیں جا رہے لیکن

کیا آپ ہمارے ساتھ آئیں گے؟

واہ واہ واہ!"شعر سنا کر داؤد نے خود ہی اپنے آپ کو سراہا۔

"ارے واہ کیا بات ہے!اِسی بات پر چھت پر دفع ہو جائیں۔"کہنے کے بعد امر نے باہر کا رُخ کر لیا۔

"ہم بھی جا رہے ہیں

کیا آپ ہمارے ساتھ آئیں گے؟"اُس نے محض ایک تھکن بھری آہ بھر کے سرگوشی

کی جو کمرے کی دیواروں نے چھپ کر سُن لی تھی۔اُن دیواروں کے کان بہت تیز ہوا کرتے ہیں جن کے سامنے دھیمی آواز میں بولا جاتا ہو۔

ٹک ٹک ٹک!

دروازے پر دستک ہوئی تو لیپ ٹاپ پر ٹائپنگ کرتے عاسم کے ہاتھ تھم گئے۔اور وہ دروازہ کھولنے کے لیے اُٹھ گیا۔

"ہائے!"عاسم کو دیکھتے ہوئے ہاتھ میں تکیہ دبوچے ابراہیم جتنے ہونٹ پھیلا کر مسکرا سکتا تھا اُتنا مسکرایا اور ساتھ ساتھ ہاتھ بھی ہلاتا جارہا تھا۔ظاہر سی بات ہے اُس بیچارے کو بھائیوں نے پھر سے الگ کردیا تھا۔

ٹک ٹک ٹک !

دروازے پر دستک ہوئی تو وائٹ سویٹ شرٹ اور ٹراؤزر پہنے دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔آخر کار عالیان نے دروازہ کھول دیا۔

" حد ہے چھ بار بجا چکا ہوں!"اپنا فون بستر پر پھینکتے داؤد نے بے زاری سے کہا۔

"وہ ہم اپنے اپنے بستر پر بیٹھے دور سے ہی راک پیپر سیزر کھیل رہے تھے اور دو بار ٹائے ہو گیا۔ بس اِسے لیے تھوڑا سا ٹائم لگا۔" ریان نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"ویسے آج ہم تینوں کی ٹوینگ ہو گئی ہے." عالیان نے اپنی، ریان کی اور داؤد کے سفید شرٹس کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میری تو وائٹ ٹی شرٹ ہے تم دونوں کی سہی ہوئی ہے۔ ایک دم سیم!" داؤد بھی اب عالیان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔

"اوئے تو نے ہماری تیاری دیکھی ہی نہیں!" ایک دم کچھ یاد آنے پر ریان نے فون میں سے سر باہر نکالا۔

"تو پہلے اُس ماں سے باتیں کر لے!" داؤد واقعی غصے میں تھا۔

"تمیز سے! اِس معاملے میں میں تجھے اِجازت نہیں دوں گا، داؤد!" ریان کا لہجہ ایک دم سخت ہوا تھا۔

"ریلیکس یار! اور تو یہ دیکھ۔۔ سب سارہ والے کمرے میں تھے تو ہم پیچھے سے حمنہ کی مِنی فریج اُٹھا کر لے آئیں ہیں۔" عالیان ایسا بتا رہا تھا جیسا کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا

ہو۔

"شاباش! پھر سب کو لگتا ہے کہ داؤد بھائی نے عالیان اور ریان بھائی کو اُلٹے کام سکھائے ہیں۔ یہ پتا نہیں کہ دونوں مجھے سکھاتے ہیں۔ دنیا جہان کے اُلٹے کام کرنے کے بعد میسنے بنتے ہوئے تم دونوں مجھ سے بھی آگے ہو۔" داؤد آخر کار مسکرا ہی دیا تھا۔

"اوئے بس کر اب تو بھی بتا!" عالیان نے ریان کو معنی خیز اشارا کیا جس پر دونوں کی ہنسی نکل گئی۔

"کیا؟" داؤد نے دونوں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"اِبّی آیا تھا! وہی ماما والا حربہ! ماما کہہ رہی ہیں جاؤ یانی بھائی کے پاس سو جاؤ." آخری جملہ ریان نے ابراہیم کی نقل اُتارتے ہوئے کہا۔

"شرم تو نہیں آتی تم دونوں کو؟ اُس بیچارے کو بھی آنے دیا کرو۔" داؤد نے دونوں کو شرم دِلانا چاہی جس میں وہ حسبِ توقع ناکام رہا۔

"سہی بات ہے میں لے آتا ہوں اُس کو جا کر۔ "

"اے! اب رہنے دے." عالیان کی بات سن کر داؤد ہر بڑا ہی تو گیا تھا۔

اور تینوں ہنس دیے۔ آوازیں دھیمی ہوئیں پھر اور مدھم اور آہستہ آہستہ معدوم۔ یہ بات تو تہہ تھی کہ اب یہ تینوں ساری رات جگنے والے تھے۔

گہری نیند میں مگن عاسم کی آنکھ اُس کے فون کے مسلسل تھر تھرانے سے ہوئی تھی۔

"ہیلو!" عاسم کے لہجے سے لگتا تھا کہ کال پر موجود شخص اُس کا کوئی بہت قریبی شخص تھا۔ پانچ منٹ کی بے تکلفانہ گفتگو کے بعد عاسم کی نیند پوری طرح اُڑ چکی تھی۔

"ارے بس! یہ شادی ہو جائے میرے چھوٹے بھائی کی پھر واپسی ہی واپسی ہے۔۔۔ ہاں وہی منگنی و نگنی ایک ہی بات ہے یار شادی منگنی۔۔۔ کیوں میرے بغیر زندہ نہیں رہا جا رہا پتنجھ سے؟... ہاہاہا یار تو بھی نا۔۔۔۔۔ اِدھر کا وقت ہی بالکل مختلف ہے اِسی لیے بس! ابھی بھی رات کے تین بجنے والے ہیں." اپنی کلائی پر بندھی گھڑی پر دیکھتے ہوئے اُس نے اپنے دوست کو وقت بتایا۔ ایک دو اور باتوں کے بعد نا جانے سامنے والے شخص نے کیا کہا تھا کہ عاسم کے تاثرات ایک دم بدلے۔ وہ پہلے بھی مُسکرا رہا تھا مگر اب کی بار اُس کی مسکراہٹ کچھ الگ تھی۔ یہ دوست کی باتوں سے آنے والی مسکراہٹ نہیں تھی یہ کسی مقصد کے پورا ہونے کے یقین سے آنے والی مسکراہٹ تھی۔

"بس اب اِس بار تو لڑکی لے کر ہی آؤں گا۔" عاسم کی آنکھوں کی چمک بڑھ چکی تھی۔

سورج کھڑکیوں سے جھانکنے لگا تھا اور ہوا میں رات کی ٹھنڈک کی ہلکی سی جھلک باقی تھی۔ گلیوں میں دودھ والے اور اخبار والے اپنی اپنی ڈیوٹی پر تھے، پرندے چہچہا رہے تھے، اور کہیں دور سے کسی چائے کے ہوٹل سے برتنوں کی کھنک سنائی دے رہی تھی۔ ایک عام مگر خوبصورت صبح کا آغاز ہو چکا تھا۔ جس میں ہر چیز تازگی سے بھری تھی۔

ناشتے کے بعد یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ مصطفیٰ صاحب کی طرف سے کون کون شرکت کرے گا۔

مریم صاحبہ نے تمام بچوں کو صوفوں پر بٹھا کر اُن پر ذمہ داریاں ڈال دیں تھیں۔ اور کچھ دیر بعد وہ دونوں اُسی صوفے کا ایک ایک کونہ پکڑ کر کھڑے تھے۔

"اِس سے اچھا تھا کہ میں ماما بابا کے ساتھ ہی چلا جاتا۔" عالیان نے صوفے کا ایک اُٹھائے ہی سر جھٹکا۔

سدرہ، سیماب، عافیہ اور عائشہ، فاطمہ شارک صاحب کے ساتھ مصطفیٰ صاحب کے ہاں چلے گئے تھے۔ اور اِس وقت عالیان بھی اُن کے پاس ہونے کی خواہش کر رہا تھا۔

"میں تو دلہا ہوں! مجھے تو عزت ملنی چاہیے!" ریان نے بھی منہ بسیر کر سر جھٹکا۔

"چلو چلو! لڑکوں تم لوگ سہی سے کیوں نہیں کر رہے؟ تھوڑا لیفٹ سائیڈ پر لے کر جاو۔" پچھلے پندرہ منٹ سے مریم صاحبہ کا صوفہ اُٹھائے لڑکوں کی ہمت جواب دے گئی تھی۔ اور وہ دونوں اُدھر ہی سب چھوڑ کر پاؤں پٹختے ہوئے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ جبکہ مریم صاحبہ اُنہیں محض آوازیں دیتی ہی رہ گئیں۔

امر پر مریم صاحبہ کی طرف سے ڈیکوریشن کی ذمہ داری تھی اور وہ سامان کی لِسٹ بنانے میں مصروف تھی۔

آنکھوں پر سن گلاسز لگائے وہ تینوں اپنی پر وقار اور بارعب شخصیت سے گاڑی سے اُتر رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ سے داؤد سلو موشن میں ایک ٹانگ باہر رکھ چکا تھا، اُس کے ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھلا اور سلو مشن میں ہی عالیان نے اِرد گرد دیکھتے ہوئے اپنی گلاسز اُتار

Clubb of Quality Content

دیں۔داؤد کے عین پیچھے والی سیٹ سے ریّان نے اُتر کر ٹھا کی آواز سے دروازہ بند کیا تھااور یہاں اُن کا سلو موشن رُک گیا تھا۔

"اے تمیز سے! میری گاڑی ہے تیرے پاپا نے نہیں دروازہ لگوا کر دینا۔" داؤد نے ریّان کو شہادت کی انگلی دکھا کر تمبیح کی۔

"او چل اے!" وہ مکھی اُڑانے کے سے انداز میں ہاتھ ہوا میں لہرا کر آگے چل دیا۔

سلو موشن ایک بار پھر سے شروع ہوااور عالیان کے پیچھے والی سیٹ سے اپنے بتّس کے بتّس دانت دکھاتے ہوئے ابراہیم نے بھی گلاسز اُتار کر سر پر اٹکالیں تھی۔عالیان کی پی کیپ اور داؤد کی ایک قیمتی شے چھپا کر وہ کچھ زیادہ ہی خوش لگ رہا تھا۔عالیان ایک مونگ پھلی کے ٹھیلے کی طرف چل دیا جبکہ باقی دونوں ایک خاص پھولوں کی دکان کی طرف بڑھ دیے۔وہ سب امر کے حکم پر مختلف پھولوں کا اورڈر دینے گئے تھے۔جس کے نام تک پڑھنا اُن کے لیے دُشوار تھا۔

"اِس دکان میں آنا تھا؟" داؤد دکان کی پرانی حالت دیکھتے ہوئے ریّان سے مخاطب ہوا۔

"ہاں! ہم ہمیشہ یہاں سے ہی پھول لیتے ہیں۔"

"گھر کا تو پہلا بچہ ہے جواب بھگت رہا ہے تو تم لوگ کون سے تہواروں کے لیے ہمیشہ یہاں سے ہی پھول لیتے ہو؟"

"تیری میت کے لیے! مالا چڑھا کر رخصت۔۔۔" ابھی ریان کی بات منہ میں ہی تھی کہ اُس کی کمر پر زوردار تھپڑ رسید کر دیا گیا۔

"اُف توبہ مریں داؤد کے دشمن!" داؤد نے خوف سے جھرجھری لی۔

قریباً پانچ منٹ بعد

وہ دونوں اِس وقت پرچی پر لکھی ہر شے کا آرڈر دے چکے تھے۔ سوائے اُن پھولوں کے جو سب سے زیادہ مقدار میں چاہیے تھے۔

"کرائے س" اِس سے آگے ریّان نہیں بڑھ پا رہا تھا۔

"چ ہے چرائے سین!" داؤد نے ایک بار پھر کوشش کی جو کہ ناکام رہی۔ مسئلہ یہ تھا کہ انگریزی کا وہ مشکل لفظ پھول والے کو بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اور امر کو پوچھنے میں اُن کی ناک آڑھے آتی تھی۔ ابراہیم ساتھ ہی فرشی پنکھے کے سامنے والی کُرسی پر تین کالی عینکیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پکڑ کر براجمان تھا اور اُس سے کوئی امید بھی نہیں تھی۔ کہ اِتنے میں مونگ پھلی کے دانے منہ میں ڈالتے ہوئے عالیان اُن کے پاس پہنچا۔

"کیا پریشانی ہے؟" اُس نے لاپرواہی سے کہتے ہوئے مونگ پھلی کا پیکٹ ریّان کو پکڑایا اور خود پرچی پکڑلی۔

"Chrysanthemums"

پرچی پر بڑا بڑا یہ لفظ پڑھ کر عالیان کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

"کرائے سین تھیمم یار! امر آپی کے پسندیدہ پھول ہیں۔" ساتھ ہی عالیان نے ایک خاص قسم کے باریک پتیوں والے سفید پھولوں کی طرف اِشارہ کر کے پھول والے کو سمجھانے لگا کے اُسے یہ پھول کتنی مقدار میں چاہیے۔

"چلو اب!" داؤد اور ریّان کے کھلے منہ دیکھ کر عالیان نے اُنہیں آگے بڑھنے کا اِشارہ کیا۔

"اپنی بہن کو بول گلاب کے پھول پسند کیا کریں۔۔۔ ہمارے بے عزتی کروادی." ریّان داؤد اور عالیان کے درمیان میں چل رہا تھا۔

"شرم آنی چاہیے تم لوگوں کو نالائقوں! کیا فائدہ ایسے ماسٹرز کرنے کا؟"اِسی دوران داؤد نے گاڑی کی چابی یانی کی طرف اُچھالی۔

"یہ تیری بہن کچھ آسان آسان پھولوں کو پسند نہیں کر سکتی؟ "

"میری بہن بہت خاص اور انوکھی ہے داؤد صاحب! اسی لیے اُسے خاص اور انوکھی چیزیں ہی پسند آتی ہیں۔"سیٹ بیلٹ لگانے کے بعد آخری بات اُس نے داؤد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اُسے باور کروائی۔

"چل اوئے چوہدری! بتا کوئی اچھی سی تِکوں کے لیے جگہ!"عالیان کی بات سُن کر ریّان نے ایک ریستورانت کا نام لیا اور عالیان زن سے گاڑی بھگا لے گیا۔

جب وہ واپس آئے تو گھر محمود صاحب صوفے پر بیٹھے امر کو کوئی قصہ سنا رہے تھے۔ اور ساتھ ہی میرب سیب کاٹ کاٹ کر پلیٹ میں رکھ رہی تھیں۔

"اسلام علیکم!"چاروں نے بروقت سلام کیا۔عالیان اور ریان اوپر کی طرف دوڑ گئے اور پیچھے پیچھے ابراہیم بھی تھا۔

"تو عرض کیا ہے...اہم اہم"داؤد کو محمود صاحب کو دیکھ کر ایک شعر کی آمد ہو چکی

تھی۔

"ارشاد ارشاد کسی نے نہیں کہنا؟ چلو کوئی بات نہیں۔" اُس نے لاپرواہی سے کندھے اُچکائے۔

"بابا آپ کے لیے ہے تو عرض کیا ہے:

تم تو ایسے اُداس بیٹھے ہو

جیسے بیوی کے پاس بیٹھے ہو

واہ واہ واہ واہ" ہمیشہ کی طرح اپنے شعر پر وہ خود ہی خود کو سراہنے لگا۔ جبکہ باقی محض ہنستے رہے۔

"خیریت ہو جناب آج کل آپ شعروں میں بہت دِلچسپی لے رہے ہیں۔" محمود صاحب نے داؤد کی گردن کے گرد اپنی بازو پھیلاتے ہوئے شرارتی انداز میں مسکرا کر اُس کے کان میں سرگوشی کی۔

"ابھی بتاتا ہوں۔۔۔ بیٹے کو تنگ کرتے ہیں؟... امی بابا کہہ رہے ہیں تیری ماں کتنی موٹی ہے۔" اور داؤد کی یہ بات بولنے کی دیر تھی کہ محمود صاحب نے ایک دم ہڑبڑا کر میرب

کو دیکھا جن کا چہرہ لال بھبو کا اور منہ کھلا ہوا تھا۔ داؤد ایک چھلانگ سے امر کے ساتھ

دوسرے صوفے پر آ بیٹھا۔

"شرم تو نہیں آتی تمہیں؟" دانت تو امر کے بھی اندر نہیں جا رہے تھے۔

"I think they need some space."

"موٹی ہوں تو کیا۔۔۔ شکل کی بات کرو کیسے کالے سیاہ تھے تم پہلے وہ تو میں ہی بیسن

میں دہی، چاولوں کے آٹے میں دودھ کی ملائی اور ایلو ویرا میں ہلدی گھول گھول کے تمہارے

منہ پر تھوپتی تھی روز پھر جا کے براؤن کلر ہوا تمہارا!" میرب صاحب نے محمود صاحب کے

کندھے پر ایک ضرب لگائی جبکہ امر اور داؤد ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوئے جا رہے تھے۔

"میں نے کچھ کہا ہی نہیں بیگم! جھوٹ بول رہا ہے، تمہارا بیٹا!" یہ واحد کپل تھا جن کی

لڑائی کروا کر سب کو بڑا مزہ آتا تھا۔ وہ غصے کی بجائے مزاح سے کام لیتے تھے۔

"ارے بیگم! کمزور مرد پر ہاتھ اُٹھانا کہاں کی عورتانگی ہے؟" اپنا کندھا ملنے کے ساتھ

ہی وہ داؤد کو آنکھوں ہی آنکھوں میں زمین بوس کرنے کی دھمکیاں بھی دے رہے تھے۔

"ارے کیوں کیوں ماموں اب کیا ایک عورت کو اپنے شوہر کو تھپکیاں لگانے کی بھی

آزادی نہیں؟"امر کیوں کر یہ مزے دار تماشا ختم ہونے دیتی۔

"بیٹا عورت کی اس سے بڑی آزادی کیا ہوگی کہ اس کی بیوی نہیں ہوتی." تھا کوئی اُن سا معصوم؟

"ہائے میرا باپ!" داؤد نے آنکھوں میں آنے والے مصنوعی آنسو صاف کیے۔

"بیٹا رُک جا تو! ابھی ہائے میرا بیٹے کہنے کی بھی نوبت آئے گی "!

"اِدھر مجھ سے بات کرو نا پہلے دیکھو ہر وقت چباتے رہتے ہو۔۔۔میں بھی تو ہوں مجال ہے جو ایک پراٹھے سے زیادہ کچھ منہ ڈالوں." اُنہوں نے اتراتے ہوئے کہا۔

"بیگم ناشتے میں بھی تو بولیں۔۔۔ایک پراٹھا تو آپ ناشتے میں کھاتی ہیں۔ پھر ایک دوپہر کو اور پھر۔۔۔۔"

"ہا! آپ۔۔۔آپ میرے نوالے گنتے ہیں؟ "

"ہاں تو بناتے بھی تو وہی ہیں نا پھپھو! پتا چل جاتا ہے کتنے بنا کے پیش کیے ہیں۔ ویسے کل مجھے بول رہے تھے کوئی اچھا رشتہ ہو تو بتانا مجھے! تمہارہ پھپھو اب بہت موٹی ہوگئی ہے اور موٹی عورتیں میری ٹائپ کی نہیں۔" ریلنگ پر کھڑے عالیان کی ہانک نے بھی بڑا پکا کام کیا

تھا۔ ساتھ ہی اُس نے امر اور داؤد کو جلدی اوپر آنے کا اشارہ کیا۔

"اللہ معاف کرے! اتنے جھوٹے بچے! میں نے تو کچھ کیا بھی نہیں "!

"ہا! تم بچوں کے رشتے کی بجائے، بچوں سے رشتے مانگتے پھرتے ہو؟"

"میری توبہ بیگم! مجھے آپ سے شادی کے بعد ہی احساس ہو گیا تھا کہ اب یہ غلطی کبھی نہیں کرنی۔۔۔ میرا۔۔۔ میرا مطلب کہ اب آپ ہی آپ ہیں بس ".!

داؤد اور امر اُنہیں ایسے ہی لڑتا چھوڑ کر وہاں سے دبے پاؤں نکل گئے۔

قریباً پانچ منٹ بعد عالیان، امر، داؤد، ریان، ابراہیم اور حمنہ جو کہ غلط وقت پر آ ٹپکی تھی اِس وقت تکے کھانے میں مصروف تھے۔ ابراہیم اور حمنہ کو ایک ایک بوٹی کم ملی تھی مگر وہ خوش تھے۔ لیکن سب سے زیادہ خوش وہی تھا۔ ابراہیم کے دانت اندر جا ہی نہیں رہے تھے وہ مسلسل عالیان اور داؤد کو دیکھ کر ہنس تھا ایک دو بار تو سوچتے سوچتے اُس کا باقاعدہ قہقہ بھی نکلا تھا۔ اور پھر وہ داؤد سے ایک مزیدار سی بے عزتی کروا کر چُپ ہو گیا۔

عالیان کی ٹوپی تھی مگر داؤد کی شے تو بہت ہی خاص تھی۔ ایک بہت خاص شے! اُس کا خیال تھا کہ جب یہ لوگ اپنی اپنی چیزیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک جائیں گے تو ابراہیم کے آگے

ہاتھ باندھتے ہوئے اپنے تمام گستاخیوں کی معافی سمیت اُس سے اپنی اشیاءڈھونڈنے کی اپیل کریں گے۔ پھر وہ اپنے ایک دو کام کروائے گا کچھ شاپنگ کریں گا۔اور ٹوپی واپس کر دے گا۔

لیکن اگر اُنہیں پتا چل گیا تو یہ سوچ جیسے بھی اُس کے ذہن میں آتی تھی وہ خوف سے جھرجھری لے لیتا تھا۔ مگر پلین ناکام نہیں ہو سکتا کیوں کہ ابراہیم کا کام بڑا پکا تھا۔

دنیا کی پریشانیوں اور ذمہ داریوں کو بھول بھُلا کر وہ چھ لوگ ایک وقت بوٹیاں توڑنے میں مصروف تھے۔

ہماری تھیراپسٹ؛ تکوں کا صفایا کر رہی تھی۔

"کیا واقعے ہی یہ سب داؤد کے پیسوں کا ہے؟ "

ہمارا ہینڈسم بوائے؛ سب کی نظروں سے بچ کر اپنی پلیٹ میں سے ملائی بوٹی امر کو دے رہا تھا۔

"اب اتنا خرچہ کیا ہے تو تم کھاؤ تو سہی "!

ہمارے کیوٹ سے ڈاکٹر عالیان صاحب؛ حمنہ کو کسی بات پر چھیڑ رہے تھے۔

"حمنہ کی تو ایک آئی برو ہی کاٹ دوں گا میں اگر اِس نے مجھے یہ والی بوٹی نہ دی تو".

اور ریان؛ دو دِن بعد ہونے والا دلہا اِس وقت اپنے کھانے کے ساتھ خوب انصاف کر رہا تھا۔

"کتنا مزہ آرہا ہے نہ "!

ہمارے دُلہے کی اِکلوتی بہن؛ ڈھیٹ بن کر عالیان کی باتوں کو نظر انداز کر رہی تھی۔

"جو مرضی کرلیں میں تو نہیں دوں گی "!

اور خاندان کا سب سے چھوٹا اور بیچارہ بچہ؛ عالیان کی ہاں میں ہاں ملا رہا تھا۔

"سوچ لو حَمو! تمہارے گھر فنکشن ہے "!

اور ہم آہستہ آہستہ اُس کمرے سے باہر آ گئے۔ اُن سب کو وہاں ہی بیڈ پر بیٹھے چھوڑ کر۔ آوازیں ہلکی ہوئیں، پھر اور مدھم۔۔۔ کمرے کا دروازہ بند ہو چکا تھا عین ہمارے سامنے!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/ مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842